پاکیزہ زندگی
فوز وفلاح کا راستہ

قاری محمد اسماعیل اسد حافظ آبادی

قد اَ فْلَحَ مَنْ تزکّیٰ وذَکَرَاسْمَ ربه فصلیٰ.

''وہ شخص کامیاب ہوا جس نے پاکیزگی اختیار کی اور اپنے پروردگار کا نام ذکر کیا پس نماز پڑھی۔'' (القرآن)

اللہ رب العزت نے اس مقدس مقام میں فلاح وکامرانی کے تین گُر بتلائے ہیں

1۔ پاکیزگی وطہارت:۔ تزکیہ نفس کا نکتہ، کمال یہ ہے کہ اکلِ حلال اور صدق مقال کی پابندی کی جائے اور بقول وافدی رحمۃ اللہ

اَنْ تُزَیِنَ سِرَّت للحقِ کما زَیَّنتَ ظاھِرک للخلق

''کہ حق تعالیٰ کے سامنے اپنے باطن کو یوں خوبصورت کر کے پیش کر جیسے لوگوں کے سامنے اپنے ظاہر کو مزین رکھتا ہے۔''

اور نیز بقول ابراہیم ادھم

اَن لایجد الخلقُ فی لسانک عیباً ولا الملائکة فی افعالک عیباً ولا ملک العرشِ فی سرک عیباً،

''خلقِ خدا تیری زبان کو عیب دار نہ پائے۔ اور فرشتے تیرے افعال میں اور عرش والا تیرے اندرونِ قلب وصدر میں داغ دھبہ نہ دیکھے۔

اللہ تعالیٰ کے فرمان: ''قد افلح من زکا ھا وقد خاب من دسّا ھا'' میں اس امر میں کمال راہنمائی ملتی ہے۔ اور تیری امتیازی شان یہ کہ تیرا سینہ ''کمشکوۃ فیھا مصباح المصباح فی زجاجه (الایة)'' کے بمصداق روشن ومنور ہو۔

2۔ اللہ تعالیٰ کے نام کا ذکر:۔ اللہ تعالیٰ کا ہر اسم گرامی اپنے اندر تاثیر رکھتا ہے۔ اسے جس نام سے بھی یاد کریں مقصود حاصل ہوتا ہے۔ کائنات کے سرتاج امام الہدیٰ حضرت محمد ﷺ کا فرمانِ اقدس ہے۔ ''افضل الذکر لا اله الا الله'' خیر وبرکت کے کل گنجہائے گراں مایہ اس میں ہیں۔ یہ دنیوی فلاح وفوز کی ضمانت بھی ہے۔ ''قولوا لا اله الا الله تملکو العرب و العجم'' اور بوقت مرگ یہ کلمہ زبان پر جاری ہو تو اُخروی سعادتوں کا حقدار بنتا ہے۔ اور اس کے لئے جنت کے دروازے وا ہوجاتے ہیں۔

''من کان اخر کلامه لا اله الا الله دخل الجنة'' لیکن اے انسان وائے ہے تیرے لئے ''بل تؤ ثرون الحیوٰة الدنیا'' کہ تو عارضی اور بے ثبات دنیا کو ترجیح دیتا ہے۔ ''والا خرة خیر و ابقیٰ'' جبکہ بہتر اور باقی رہنے والے اخروی انعامات تیرے لئے مقصود حیات ہیں۔

وللہ درُّ القائل:۔

ومن یأمن الدنیا یکن مثل قابضٍ
علی الماء خانته فروج الاصابع

''جو شخص دنیا ہی کو زندگی کا حاصل سمجھ کر اس پر بھروسہ کر لیتا ہے۔ اس کی مثال اس شخص کی ہے جو پانی کو مٹھی میں پکڑتا ہے لیکن

انگلیوں کا خلاء خیانت کرتے ہوئے پانی کو بہہ جانے کا راستہ فراہم کرتا ہے۔"
یعنی جس طرح مٹھی میں پکڑا پانی قائم نہیں رہ سکتا۔ بہہ جاتا ہے۔بعینہ اسی طرح دنیا کو ہرگز بقاء وثبات نہیں۔
ہاں بلاشبہ یہ دنیا کا مال وزر فتنہ ہے۔اسے صحیح مصرف میں صرف کردیں تو اجرِ عظیم ہے۔

اَنْــتَ لـلــمـــال اذا امســکتَــه
فــاذا اَنْــفَــقْتَــه فــالــمــال لک

3۔نماز: بالیقین نماز وصل وقربِ الٰہی کا بہترین ذریعہ ہے۔
اَنْ تعبدالله کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانه یراک " (الحدیث)
پیغمبر رحمت ﷺ کا یہ ارشاد گرامی اسی حقیقت کی کشائی کررہا ہے۔یقیناً جب بندہ مومن اپنی جبینِ نیاز فرش زمین پر رکھ دیتا ہے" "اقرب مایکون العبد من ربه وهو ساجد" کے بمصداق وہ رب العرش العظیم کے قریب ترین ہوتا ہے۔

عظمت ورفعت کا نکتہ عروج:۔ قرآنِ عظیم سورۂ فاتحہ کی آیات کے نظم اس کی ترتیب میں غیب سے "ایاک نعبد " خطاب کی طرف التفات اپنے جلو میں اور بے شمار حکمتیں لئے ہوئے اس عظیم نکتہ کا بھی غماز ہے کہ پرخلوص عبادت میں کمال انہاک اور پھر وجد وکیف کی حقیقی منزل "کانک تراہ" کہہ کر بایں انداز میں ذکر کردی جیسے حق تعالیٰ اپنی بے پایاں رحمتیں لئے اس بندہ مومن کے سامنے ہے اور کہہ رہا ہے بتا تیری رضا کیا ہے؟

یوں تو میخانے میں جو ہے مست ہے مدھوش ہے
پر آنکھ ساقی کی ملے جس سے وہی مے نوش ہے

بلا ریب یہ علوِ مرتب اس خوش نصیب راسخ العقیدہ توحید وسنت کے شیدائی کو زیب ہے جو تقلیدی پستی اور شرک وبدعت کے بحرِ ظلمات سے نکلا اور ملتِ بیضا کے طارمِ اعلیٰ کا تابندہ ستارہ بنا۔

اور پھر اس حدیث مقدس نے عبادت کے اس عالی قدر ومرتبہ کے بیان کے ساتھ قبولیت کے کم سے کم معیار کی بھی بایں الفاظ نشاندہی فرمادی ہے۔"فان لم تکن تراہ فانه یراک" کہ اگر عبادت میں مذکورہ عروج وکمال تک رسائی نہ ہو سکے تو کم ازکم خشوع وخضوع اور یکسوئی یہاں تک یقیناً ہو کہ میں اپنے مالک ومختار اللہ کے سامنے کھڑا ہوں اور وہ میری تمام تر حرکات وسکنات کو دیکھ رہا ہے۔پس معلوم ہوا کہ اللہ کے دربار میں عبادت کی قبولیت کیلئے اس سے کم کوئی درجہ نہیں۔

فائدہ:۔ پاکیزگی طہارت، ذکرِ الٰہی، نماز اور دیگر تمام تر عبادات میں وقت اور حضورِ قلب کے ساتھ مجسمہ عجز ونیاز بن کر اپنی جبینِ نیاز فرش زمین پر رکھ کر آلودہ خاک کرتے ہوئے "اذا ذکر الله خالیاً ففا ضت عیناہ" کے بمصداق آنکھوں کے آنسوابر باراں کا سماں پیش کررہے ہوں اور رب اکبر نہایت عنایت ومہربانی کے ساتھ تجھے آغوشِ رحمت میں لے کر جنانِ خُلد کے منابرِ نور اور تاج وتخت کا وارث بنادے تو یقیناً تو فائزالمرام ہے۔

مزا برسات کا اگر چاہو میری آنکھوں میں آبیٹھو
سیاہی ہے سفیدی ہے شفق ہے ابرِ باراں ہے

اور جب بندہ مومن ریاکاری سے مبرا ظاہری اور روحانی طور پر اور ان خبائث سے پاک بہر نوع محاسن وخوبیوں سے متصف ہو تو پھر قرآن پاک کی تلاوت وسماعت کی تشنگی بڑھ جاتی ہے۔"ھکذا قال امیر المومنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ "لو طهرت قلوبنا لما شبعت من کلام الله (اغاثۃ اللھفان)

قرآن حکیم کے اس حسن البیان سے امام ابوالعالیہ اور دیگر بزرگوں کے بیان کردہ معانی مثلاً "قد افلح من تزکی ۔ زکوٰۃ فطر۔" وذکر اسم ربہ" ۔تکبیرات ۔فصل نماز عید کے ساتھ یہ ترتیب بھی مترشح ہوتی ہے۔ قدافلح من تزکی ۔ وضو۔و ذکر اسم ربہ ۔کلمہ شہادت ۔فصل ۔نماز ۔اور پھر تعلیمات نبویہ "علی صاحبھا افضل الصلوات و التسلیمات" میں وضو کے بعد کلمہ شہادت کے ساتھ "اللھم اجلعنی من ال توابین واجلعنی من المتطھرین" سے درج ذیل حکمتیں سامنے آتی ہیں۔

طھارۃ القلب بالتوبہ وطھارۃ البدن بالماء فلما اجتمع لہ الطھران صلح للد خول علی اللہ والو قوف بین یدیہ و مناجاتہ ۔ (اغاثہ للحافظ ابن القیمؒ)

یعنی قلبی اور روحانی طہارت توبہ سے حاصل ہوتی ہے۔اور بدن کی طہارت پانی سے۔اور جب دونوں طہارتیں اکٹھی ہو جاتی ہیں تو بندہ کو اللہ کے دربار میں حاضر ہو کر حالتِ نماز میں اس سے سرگوشیوں کے انداز میں ہمکلام ہونے کا شرف حاصل ہوتا ہے۔

ظاہری خوبی اور جمال باطن: حافظ ابن قیمؒ لکھتے ہیں۔زینت دو طرح سے ہے۔"زینۃ البدن باللباس وزینۃ القلب بالتقویٰ "۔ظاہراً بدن کی زینت لباس سے ہے اور دل کی زینت تقویٰ سے ہے۔

حسنِ یوسفؑ میں دونوں خوبیاں:۔عزیز مصر کی بیوی نے جمالِ یوسفؑ کی یوں نقاب کشائی کی ہے۔ملامت گر زنان مصر کو اپنے ہاں دعوت پر بلایا۔عزت وتکریم سے بٹھا کر انواع واقسام کے ثمرات وفواکہ سامنے رکھ دیئے اور ہاتھوں میں چھریاں تھمادیں۔"وقالت اخرج علیھن "اور کہا اے جانِ حسن تشریف لایئے وہ دیکھتے ہی مبہوت ہو گئیں اور پھلوں کی بجائے اپنی انگلیاں کاٹ بیٹھیں۔ انہوں نے حسن کے اس نیر تاباں کو اپنے تخمین وظن سے کہیں بلند و بالا پایا"وقلن حاش للہ ماھذا بشراً" توامرۃ العزیز یوں گویا ہوئی"فذا الکن الذی لمتتنی فیہ" یہ رہا مایہ ناز میرے یوسف کا حسنِ صد افتخار جس پر تم مجھے ملامت کرتی تھیں۔

کس کے آنے سے ساقی کے ایسے ہوش اڑے

شراب سیخ پہ ڈالی کباب شیشے میں

"فَا رَ تھن جمالہ الظاھر" تو اس ظاہری حسن سے پردہ کشائی کے بعد حقیقت حال واضح کرتے ہوئے وہ زنِ نابکار یوں گویا ہوئی۔"ولقد راودتہ عن نفسہ فاستعصم" کہ پاکباز عفت مآب وصفت یوسفؑ کو میں نے خود ہی برائی کی دعوت دی تھی، وہ بچ گئے یوسفؑ بے قصور ہے۔"فاخبرت عن جمالہ الباطن" یہ جمال باطن ہے۔ستم بالائے ستم یہ کہ پھر ان عاشقانِ بلاخیز کی ملی بھگت سے آپؑ کو طویل عرصہ پس دیوار زنداں رہنا پڑا۔اور وہ بھی اس نورِ تقویٰ وتوحید سے آراستہ شخص نے دعوت وارشاد میں گذارا۔

پھر ایک وقت آیا کہ اس ستم گرزنِ بلائے بے درماں کو یوں کہتے ہوئے "الان حصحص الحق انا راو دتہ عن نفسہ وانہ لمن الصادقین" پھر اعتراف حقیقت کرنا پڑا۔"حق ظاہر ہو چکا میں ہی غلط ہوں یوسفؑ بے داغ ہے۔

تو بلاشبہ اعمالِ صالحہ،اقوال سدیدہ اور اوصاف حمیدہ ہی اربابِ قلبِ سلیم اور ارواحِ سعیدہ کو زیبا ہیں۔اور اسی میں فلاح وکامرانی کی ضمانت ہے۔چنانچہ ماہ کنعان پیکرِ حسنِ ظاہر اور جمال باطن کے مقدس لبوں پر بالآخر یہ نہایت عاجزانہ دعائیہ کلمات جاری ہو گئے۔

فاطر السمٰوت والارضِ انت ولیی فی الدنیا والا خرہ توفنی مسلماً والحقنی بالصالحین.

اللہ پاک ہمیں ظاہری اور روحانی محاسن وخوبیوں سے نوازے۔

اور دنیا وآخرت دونوں جہاں کی سعادتوں سے بہرہ ور فرمائے آمین